بسم اللہ الرحمن الرحیم
چالیس دعائیں
(مع ترجمہ)
از
حضرت مولانا محمد سرفراز خان
ناشر
مکتبہ صفدریہ

چالیس (۴۰) دعائیں (مع ترجمہ)

جس میں منکرین دعا کی معقول تردید کی گئی ہے اور
فلسفہ دعا پر بصیرت افروز تبصرہ کیا گیا ہے۔ نیز
کلمات ادعیہ کا سلیس ترجمہ اور بہترین مطلب بیان کیا گیا ہے

(از)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم

(ناشر)

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

طبع ششم ۳ اکتوبر ۲۰۰۸ء

نام کتاب : چالیس دعائیں مع ترجمہ

تالیف : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

تعداد : دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت : ۱۵/- (پندرہ) روپے

مطبع : مکی مدنی پرنٹرز لاہور

ناشر : مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

☆ ملنے کے پتے ☆

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبۃ الحسن اردو بازار لاہور

☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور ☆ بک لینڈ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان ☆ مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک

☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک ☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ مکتبہ فریدیہ اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ☆ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ اقبال بک سنٹر جہانگیر پارک کراچی ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ ☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ نظر اسلامی کتب خانہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ
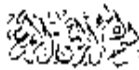
بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ محمد رسولہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔ آمین

مال و دولت کی بہتات، حکومت و طاقت کی دستیابی، لہو و لعب کی فراوانی
اور دین الٰہی سے غفلت کی زندگی سرکشی و سرتابی کا مادہ پیدا کر دیتی ہے جس
سے شہوانی اور غضبی قوتیں رگوں میں خون بن کر جوش کھانے لگتی ہیں۔ فحش و
بدکاری ان کا محبوب پیشہ قرار پاتا ہے اور راہزنی و غارت گری دلچسپ مشغلہ
خود غرضی و بے رحمی کا غلبہ اور تسلط ہو جاتا ہے۔ پرہیزگاری اور رحمدلی
کا نام و نشان تک مٹ جاتا ہے اور دولت و ثروت والے، شوکت و حشمت
والے، قوت و نخوت والے، خدائے بزرگ و برتر کی قدوسیت سے منہ موڑ لیتے
ہیں۔ جب قوم کی کجی و سرکشی، تمرد و طغیان، غرور و تکبر، نافرمانی اور بدلگامی حد
سے گزر جاتی ہے تو خدائے قدوس کی جانب سے تنبیہ ہوتی ہے۔ وہ کبھی قتل و
غارت کا عبرتناک انقلاب پیدا کر دیتا ہے اور کبھی قحط و خشک سالی کے عذاب
میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ کبھی تو لگاتار بارش کی وجہ سے سیلاب لاکر دوکانوں اور
مکانوں، کھیتوں اور حیوانوں، سامانوں اور جانوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور کبھی آندھی
کے طوفان سے، کبھی بجلی کی کڑک سے اور کبھی زلزلے سے اور کبھی اشیاء کی
گرانی کا غیر مختتم سلسلہ شروع کر دیتا ہے اور کبھی ظالم قوتوں کا تسلط قائم کر دیتا ہے۔
کبھی غیر قانونی نظم و ضبط سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اور کبھی وہ اپنی بدکاریوں

کی وجہ سے سخت تر قانون کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں مگر عبرت کسی کو حاصل نہیں ہوتی

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لیکن ہائے ہم انسانوں کی ہنگامہ خیزیوں کی ہر جگہ جہاں میں ہے چہل پہل ہے۔ رونق اور رنگ رلیاں ہیں۔ حق فراموشیاں اور قمار بازیاں ہیں۔ اگر غفلت اور لاپروائی ہے تو صرف ذات خداوندی سے اور اس کی یاد سے۔ اس کے دین سے اور اس کے آئین سے۔ غیر اللہ کی پوجا پاٹ کی زنجیریں پاؤں میں ہیں۔ انسانوں کی محکومیت اور مرعوبیت کے طوق گردنوں میں۔ ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی ہیں۔ اور اعمال حسنہ کی روشنی سے محروم۔ حیف ہے حیف کہ ہماری غفلت اور بداعمالی کی وجہ سے، ہماری بے وفائی اور بدبختی کے سبب ہمارا حقیقی آقا ہم سے روٹھ گیا ہے اور اس نے ہمیں صرف اپنی ہی غلامی کے لیے نہ رکھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا آخر کیوں ہوا؟ کیا اس نے اپنا رشتہ ہم سے توڑ دیا، یا اس کا وعدہ جھوٹا ہے؟ کیا وہ رحیم نہیں یا رؤف و کریم نہیں رہا؟ حاشا وکلا وہ سچا، اس کا وعدہ برحق، اس کی رضا اب بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف ہمارے ہی لیے ہے۔ بشرطیکہ ہم بھی غیروں کو چھوڑ کر صرف اس کے لیے ہو جائیں۔ ؎

سرور و نور و وجد و حال ہو جائیگا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی، کی ہے جس نے شب پیدا

اگر کسی کا نفسانی اور مجازی محبوب روٹھ جائے تو کیا ہوتا ہے؟ دل

ایک ذلیل وحقیر فعل کہا جاتا ہے (العیاذ باللہ) چنانچہ نیاز صاحب فتح پوری لکھتے ہیں کہ:۔

"عام طور پر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ مصیبت و تکلیف میں، ہر کلفت و آزار یہ خدا سے اس کے دور کرنے کی التجا کرنا کافی تدبیر ہے اور اگر کوئی خواہش کسی چیز کے حصول کی پیدا ہو تو ہم خدا سے اسے طلب کر سکتے ہیں اور وہ ہمیں دینے کا ذمہ دار ہے کیونکہ "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" کی نص قرآن میں موجود ہے۔ حالانکہ دعا کی حقیقت رجائیہ نہیں اور نہ ایسا ہونا خدا کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے موافق ہے۔ اسی غلط فہمی نے رفتہ رفتہ ایسی نامعقول صورت اختیار کر لی کہ صحت و بیماری، ولادت و موت، دولت و افلاس سب کچھ دعا پر منحصر ہو گیا۔ اور دعا گنڈا، تعویذ وغیرہ کی بنا پڑ گئی جو حد درجہ لغو اور مہمل چیز ہے۔" الخ (ملفظات من ویزدان حصہ دوم ص ۲۲۔ ۲۳)

پھر آگے لکھا ہے کہ:۔

"نظام عالم ایک خاص اسلوب و قانون کے تحت چل رہا ہے اور تمام حوادث و واقعات اسی کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اگر ان اصولوں کے خلاف ساری دنیا سر پٹک کر مر جائے تو بھی کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ خدا ہر شخص کی دعا سن کر قبول کر لیتا ہے، حد درجہ سفیہانہ اعتقاد ہے۔ کیونکہ اگر یہ ہوتا تو آج تک نہ کسی ماں کا بیٹا مرتا اور نہ کسی بیوی کا شوہر فنا ہوتا۔ علاوہ ازیں اس کے خدا سخت خلجان میں پڑ جاتا کہ وہ دو متضاد دعاؤں میں کس کو منظور کرے اور کس کو نامنظور۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کسی کی دعا منظور کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے، تو کیوں اس سے دعا کی جائے۔ اس کا جواب صرف یہی ہے کہ اگر دعا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہر خواہش کو پورا کرتا ہے تو یقیناً دعا فعل عبث ہے، اور اس سے زیادہ احمقانہ

حرکت کوئی نہیں ہو سکتی" (ملفوظ ص ۲۲۱)

پھر آگے لکھا ہے کہ :-

"جن لوگوں نے تعلیمات اسلام کا مطالعہ کیا ہے اُن سے مخفی نہیں کہ اس سے زیادہ عملی زندگی پیدا کرنے والا کوئی مسلک نہیں۔ نہ وہاں واہمہ پرستی ہے، نہ رسم و رواج نہ قانونِ فطرت کے خلاف کوئی تلقین کی گئی ہے اور نہ محض بربنائے اعتقاد آسمانی برکات کے نزول کا وعدہ کیا گیا ہے" (ملفوظ ص ۲۲۲)

اور پھر آگے یوں تحریر کیا ہے کہ :-

"ہر چند روح کے عالم سے حیات بعد الممات کا عالم مراد لینا میرے نزدیک درست نہیں اور اس سے مقصود صرف یہ کہنا ہے کہ کوشش کرتے رہو۔ اگر آج نہیں تو کل کامیاب ہو گے" (ملفوظ ص ۲۲۳)

یہ غلط اور باطل نظریات اس شخص کے ہیں جو اس پر فتن دور میں عربی، اُردو اور انگریزی کا بہترین ادیب تسلیم کیا جاتا ہے مگر خیر سے وہ قانونِ فطرت کے ابتدائی مفہوم اور نظامِ عالم کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہے۔ نیاز صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ موجودہ نظامِ قدرت جن حدود و قیود اور جن حالات و اطوار پر چل رہا ہے، قانونِ فطرت صرف انہی میں منحصر نہیں ہے۔ اِن کے علاوہ بھی جو واقعات و حوادث احیاناً رونما ہوتے ہیں وہ بھی قانونِ فطرت کے تحت ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عام قانونِ فطرت نہیں بلکہ خاص قانونِ فطرت کے تحت داخل ہیں مگر ہیں بہرحال وہ بھی قانونِ فطرت کے تحت ہی۔ لہٰذا دُعا کرنا اور بذریعہ دُعا اللہ تعالیٰ کا کسی کو کوئی نعمت دینا یا کلفت و آزار کو دُور کرنا یا اولاد و دولت کی نعمت سے نوازنا یہ

سب کچھ قانون فطرت کے تحت ہی ہے۔

اسی طرح نیاز صاحب کا غیر مشروط طور پر دعا گنڈا اور تعویذ کو صد درجہ لغو اور مہمل کہنا اور نیز یہ لکھنا کہ اس لیے یہ کہنا کہ خدا ہر شخص کی دعا سن کر قبول کر لیتا ہے، صد درجہ سفیہانہ اعتقاد ہے۔ یہ نیاز صاحب کی اعلیٰ درجے کی حماقت اور نادانی درجہ کی دہریت پر مبنی ہے۔ یہ بالکل درست، حق اور ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ ہر شخص کی دعا کو سنتا ہے بلکہ ہر ایک کی دعا کو سننا صرف اسی کا خاصہ ہے اور پھر اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہر ایک کی دعا کو جو اس کے مناسب ہو قبول بھی کرتا ہے مگر قبولیت دعا کا صرف وہی مطلب نہیں ہے جو آپ نے سمجھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین چیزوں میں سے ایک نہ ایک ضرور مرحمت فرمائے گا:

إِمَّا أَنْ يَسْتَجِيبَ لَهُ دَعْوَتَهُ	یا تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ دعا قبول کرے گا
أَوْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ	یا اس سے اتنی ہی تکلیف دور کرے گا
مِثْلَهَا أَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ	یا اس کے لیے اتنا اجر آخرت کے لیے ذخیرہ بنا
الْأَجْرِ مِثْلَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ	دے گا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ پھر تو
اللّٰهِ إِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ أَكْثَرُ	ہم بہت دعا کیا کریں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ
(رواہ احمد ومشکوٰۃ [illegible]	کے پاس بہت کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں

[illegible] والمستدرک قال الحاکم واسنادہ صحیح)

یعنی اگر دعا کرنے والا اپنی حیثیت اور پوزیشن کے تحت کسی ممکن الوقوع چیز کے بارے میں دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے موافق وہی چیز عطا فرمائے گا اگر اس کے حال کے مطابق اور حکمت کے مناسب ہو، اور اگر وہ حکمت خداوندی اور اس کے حال کے مناسب نہیں مگر وہ عاقبت نااندیشی کی وجہ سے اس کا مطالبہ اور دعا کر رہا ہے تو اس کا نہ ملنا اس کے حق میں بہتر اور خیر ہے۔ مثلاً کوئی بیمار خورد و نوش کی ایسی اشیاء طلب کرے جو طبی اور ڈاکٹری اصول کے تحت اس کے لیے مضر اور مہلک ہوں اور بیمار ان اشیاء کا بار بار مطالبہ کرے تو ان اشیاء کا نہ دینا ہی اس کے لیے مفید اور بہتر ہے۔ اگر ایسی اشیاء نہ دینے والے کو بیمار اپنا دشمن سمجھے تو یہ اس کی انتہائی حماقت ہوگی۔ اور بسا اوقات مریض کے طلب کرنے پر گو اس کی مطلوب چیز تو نہیں ملتی مگر اس کا نعم البدل اس کو مل جاتا ہے جو اس کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ طلب کرتا تو شاید اس کو کچھ بھی نہ ملتا۔ اسی طرح کوئی مصیبت جو دعا نہ کرنے کی صورت میں آسکتی تھی وہ دعا کی برکت اور اثر سے ٹل جاتی ہے ورنہ آخرت کے لیے بہرکیف یہ دعا ذخیرہ ثابت ہوگی۔ کسی مسلمان کو اس کے تسلیم کر لینے میں مطلقاً کوئی تامل نہیں ہو سکتا ہے۔

نیاز صاحب تو دیگر باطل نظریات اور مزخرفات کی طرح دعا تو کیا آخرت سے بھی منکر ہیں۔ جیسا کہ ان کی عبارت میں گزر چکا ہے کہ "روح سے عالم ہست حیات بعد الموت کا عالم مراد لینا میرے نزدیک درست نہیں"

جس کے نزدیک قیامت اور آخرت کا عقیدہ درست نہیں اگر ایسا شخص دعا اور جائز قسم کے تعویذات سے انکار کرے تو کون سی اچنبھے کی بات ہے۔

مذہب معلوم اہل مذہب معلوم

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي
(رَوَى دُعَائِي كما في الترمذي ص۳۳۴ وقال حسن صحيح اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)
سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (پارہ ۲۴ رکوع ۱)

یہ تو تھے نیاز صاحب لیکن جب مسٹر غلام احمد صاحب پرویز کی باری آتی ہے تو وہ تصوف عجم کی ایک تشریح قائم کرتے ہیں اور اس کے تحت یوں ارقام کرتے ہیں کہ "کبھی کہا گیا کہ سب سے بڑا جہاد نفس کے خلاف جہاد ہے اور اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ خانقاہوں کے تنگ و تاریک گوشوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کی ضربیں لگائی جائیں اور سِيرُوا فِي الْأَرْضِ کے بجائے چلّے کھینچے جائیں" (ملخصاً معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۵) اور پھر اس کے بعد وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا میں لفظ بہٖ کا معنی اور مطلب تفسیر اور مجدد کی غلط رپورٹ کر گئے ہیں۔ اور جہاد بالقرآن (یعنی تبلیغ دین) کو جہاد بالسیف پر محمول کیا ہے حالانکہ سورۃ الفرقان (جس میں آیت کا یہ ٹکڑا مذکور ہے) مکی ہے اور جہاد و قتال کا حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا تھا۔ مگر ان کو اس سے کیا غرض وہ تو بہرحال دہر کیت اللہ اللہ کی ضربوں ذکر الٰہی اور یاد خداوندی سے بالکل لاتعلق اور بیزار بیٹھے ہیں اور وہ اس روحانی پابندی اور تعلق مع اللہ کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے بلکہ اس کو یک قلم موقوف کرنے کے درپے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ صحیح معنوں میں جو بزرگان دین اور صوفی تھے اور جو اللہ اللہ کی ضربیں بھی لگایا کرتے تھے انھوں نے کب جہاد سے جان چرائی اور چھڑائی۔ اور کب انھوں نے محض گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر کے جہاد کو ترک کیا؟ ماضی کے مغلوب الحال اور غیر مستند اور زمانہ حال کے برائے نام پیر اور صوفی محل نزاع نہیں ہیں۔ ہم ان کو پرویز صاحب سے بھی زیادہ مجرم سمجھتے ہیں اور اس طرح پرویز صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء نے بھی مسلح ہو کر یا آواز حق

نے بھی زبان میں کہا ہے کہ ؎

بہ توکل زانوئے اشتر بہ بند

یہ سب امور اپنے اپنے مقام پر درست ہیں۔ بایں ہمہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور صحیح احادیث کی صراحت اور امت کے اجماع اور تعامل سے یہ ثابت ہے کہ یاد الٰہی ذکر خداوندی اور دعا کرنا اور اپنے آقائے حقیقی کے آگے گڑگڑانا، عاجزی اور زاری کرنا ایک عمدہ قسم کی عبادت بلکہ مخ العبادۃ اور اشرف العبادۃ ہے۔ مزید تحقیق کے لیے راقم کا رسالہ توحید ملاحظہ فرمائیں۔ صحت، بیماری، ولادت، موت، دولت و افلاس، تکلیف و مصیبت اور ہر کلفت و آزار میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے اس سے دعا کرنا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور اسی طرح آسمانی کتب نازل ہونے پر ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا یقین ہے اور اسے اس کے تسلیم کر لینے میں ہرگز کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انابت کو یہ سمجھنے کے دو ہی مقام ہیں۔ عیش اور طیش ؎

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

بات دراصل یہ ہے کہ جس طرح شراب کے نشہ میں انسان کی عقل معطل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مادی جذبات اور نفسانی خواہشات کے نشہ سے بھی عقل انسانی اور روحانی طاقت پژمردہ ہو جاتی ہے اور کوئی روحانی بات اس مادیت کی عقل میں نہیں آ سکتی جس طرح ایک شرابی کو بحالت شراب عقلی اور نقلی دلائل و براہین سے قائل کرنا کٹھن ہے بعینہٖ اسی طرح جذبات و خواہشات سے مغلوب اور روحانیت سے محروم انسان کی عقل و اسی بات کو اور اس کی راحت و بخشش کو اپیل کرنا عسیر یکا سے۔ ان شاء اللہ بات

دہشت کے ڈاکوؤں کو چھوڑ دیجئے کیونکہ ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں علم و
عقل کی کمی اور تہذیب و تمدن کا فقدان تھا مگر تعجب اور حیرت تو ہے دورِ حاضر کی متمدن اور
مہذب قوموں پر جب آئے دن درندوں کی طرح آپس میں گتھم گتھا ہو جاتی ہیں ان کی عقل و فراست
اور فہم و خرد کہاں گم ہو جاتی ہیں؟ اُن کی یہ تدبر و تفکر کی منزلیں، یہ سوز و گداز، یہ جوش و خروش، یہ
کوشش و کاوش، یہ تفحص و تجسس اور تلاش حقیقت میں یہ دشت نوردیاں اور صحرا پیمائیاں ایسی
نازک ترین مرحلہ پر خدا معلوم کہاں گم ہو جاتی ہیں؟ جس کی وجہ سے بعض اوقات ظالم درندے
مظلوموں کی سسکتی ہوئی جانوں کو دیکھ کر اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے تودوں سے متاثر ہو کر
اچانک اٹھتے ہیں اور خود ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا ہے۔ اس کا واحد سبب یہی روحانیت
سے بیگانگی اور مادیت میں انہماک ہے اور بس۔ آج مسلمانوں ہی کو نہیں ساری دنیا کو اس قسم
کے نظام زندگی کی ضرورت ہے جو اس کے پیدا کردہ جہنم کو مبدل بہ جنت کر دے اور جو مکمل
اور عادل نظام سے خالق اور خلق دونوں کے ساتھ تعلق استوار رہے اور وہ بغیر اسلامی آئین
کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ انسان اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہر نظام کہن اور فرسودہ
سے تنگ آچکا ہے اور چاہتا ہے کہ خود ساختہ زندان سے نکل کر حریت کے باغ و بہار میں
آجائے مگر آہ ؎

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار

ان کے علاوہ ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق کی بھی چند کردہ کیا گئے ہیں۔

* ابن ماجہ اور ترمذی کی ایک حدیث ملاحظہ ہو: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بہتر عمل
کون سا ہے۔ ایسا عمل جو تمہارے درجوں کو بلند کرے۔ جو سونے اور چاندی کی قربانی سے

بہتر ہو اور کیا جہاد سے بھی اچھا ہو جس میں تم دوسروں کی گردنیں کاٹتے اور اپنی گردنیں کٹواتے ہو؟ لوگوں نے کہا: بتائیے۔ فرمایا: "اللہ کا ذکر" (ذخیرہ جلد ص ۳۰)۔

سب سے زیادہ اللہ کا ذکر ایک بھکاری کرتا ہے، جو ایک ایک سانس میں دس دس مرتبہ اللہ کا نام لے کر بھیک مانگتا ہے، تو گویا حدیث کی رو سے بھکاری بہشت کے ٹھیکیدار اور سردار ہوں گے، اور ہم تم سب ان کے خدمت گار۔

(ملتقط رد اسلام ص ۲۵۸، ۲۵۹)۔

اور دوسری جگہ لکھا ہے۔

"اور ملا کہتا ہے، ابھی مرنے مارنے میں کیا رکھا ہے، صبح و شام مست نام جپا کرو"

(ملتقط رد اسلام ص ۲۶۲)

بے شک اپنے وقت اور موقع پر جہاد ایک عمدہ اور بہترین عمل ہے۔ اور بغیر جہاد کے پوری طرح اعلائے کلمۃ اللہ اگر ممکن نہیں تو کافی حد تک دشوار اور مشکل ضرور ہے مگر وہ کون سا حق پرست عالم ہے جس نے جہاد کی مخالفت کی ہے۔ اور برق صاحب جیسے لوگوں کو صبح و شام صرف مست نام جپنے کی تلقین کی ہے؟ اور عمل کرنے سے روکا ہے اور جہاد سے منع کیا ہے؟ باقی جو نفس پرست مولوی یا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جیسے جھوٹے نبی گزرے ہیں جنہوں نے جہاد کی مخالفت کی اور اپنے نفس امارہ کی پیروی کی تو ان کی اس اتباع نفسانی سے علمائے حق کو اور دین اسلام کو کوسنے کا کیا مطلب؟ اور علما سو کو سامنے رکھ کر علمائے حق کو بدنام کرنے سے کیا حق؟

برق صاحب نے اس پر بھی مطلقاً غور نہ کیا کہ جہاد جس میں بظاہر انسانوں کے لیے تحقیق قتل، گھروں اور بستیوں کی تباہی، مال و مویشی کی بربادی، فصلوں اور درختوں کی تخریب جیسے اذیت پہلو شامل ہیں، جن کو سنتے اور دیکھتے ہی بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا کوئی مقصود بالذات عبادت ہے یا کسی اور عبادت کا ذریعہ اور وسیلہ ہے؟

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ — یادِ خداوندی سے ہی مومن کے دل کو تسکین ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے:

اور اس کی آزمائش کے لیے یادِ خداوندی سے بڑھ کر صاف اور نکھری ہوئی کسوٹی اور کون سی ہو سکتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی یاد تو برق صاحب کو بڑی ہی ناگوار اور شاق گزرتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ منافقوں کی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کی یاد سے بے تعلق ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایسا ارشاد ہے:

وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا — اور منافق لوگ بہت ہی کم اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے ہیں (پارہ ۵ رکوع ۱۸)

حدیث کا معاملہ تو خیر جانے دیجئے۔ قرآن کریم سے متعلق برق صاحب کا کیا ارشاد ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (پارہ ۲۲ رکوع ۳) — اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو

ابن ماجہ اور ترمذی کی روایت تو اس لیے مخدوش ہے کہ وہ بھکاری کو جنت کا ٹھیکیدار بناتی اور ست نام جپنے کا ورد سکھاتی ہے اور برق صاحب ایسے لائق اور فائق تعلیم یافتہ کو اس ٹھیکیدار کا خدمت گار متعین کرتی ہے لیکن قرآن کریم کی آیت بھی مومنوں کو یہی سبق سکھاتی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ اس کو یاد کیا کریں۔ برق صاحب ہی فرمائیں ماجرا کیا ہے؟ اور قرآن کریم کی اس آیت کا ان کے نزدیک کیا مفہوم اور مطلب ہے؟ اگر وہ ہمارے احسان تسلیم کریں تو ہم مفت میں ان کی وکالت کرتے ہیں کہ اس آیت میں حکم مومنوں کو ہے نہ کہ

منافقوں کو؛ اور موصوف کا رابطہ ثانی گروہ سے ہے نہ کہ اول سے۔ فلا شعرۃ و رفیقہ

حضرات! بات دراصل یہ ہے کہ جب انسان کی نگاہوں میں صرف اس دنیائے فانی کی چمک اور دمک ہی انتہائی مقصود ہو اور "خوردن برائے زیستن" کے بجائے حیوانوں کی طرح "زیستن برائے خوردن" کا قاعدہ پیش نظر ہو اور زندگی کو محض مادی ترقی کا ایک انتہائی ذریعہ سمجھ لیا جائے جو نہ معلوم کب ختم ہو جائے۔ ؎

دو کروٹیں ہیں عالمِ غفلت میں خواب کی

تو یقیناً نظریات اور افکار میں فرق آ جائے گا۔ اور برق صاحب تو یورپ کی زرق برق سے اس قدر متاثر اور مرعوب ہو چکے ہیں۔ اور ان کی نگاہ مادی ترقیات کو دیکھ کر اس قدر خیرہ اور چکاچوند ہو چکی ہے کہ ان کو روحانیت کے جملہ مسائل از قسم تخیلات نظر آتے ہیں اور ان کے تسخیر کا بہترین نشانہ ہیں اور ان کے نزدیک اشیاء کی ترتیب و تخریب کا معیار درحقیقت ان کے زاویہ نگاہ اور نقطۂ نظر یا صرف اپنی عقل نارسا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دینی عقل کی آمیزش اور آویزش سے ہیچ اور سیدھی سادی بات کو بھی خواہ مخواہ بے رنگ بنانے کی انتہائی کوشش اور کاوش کرتے ہیں۔ لیکن ایک مرد مومن کا نظریہ اس سے بالکل الگ ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جتنی یاد الٰہی بڑھتی جائے گی۔ اتنی ہی دل میں رقت اور نرمی پیدا ہو گی۔ اور اس سوز و گداز میں تعلق باللہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے زیادہ سے زیادہ عاجزی پیش کرتے اور رات کی تنہائیوں میں آنسوؤں کے نذرانے اس کی بارگاہ میں پیش کرتے، نرم و گرم بستروں سے اٹھ کر مٹتے اور گڑگڑاتے ہیں، وہی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ ساری خوشیوں کا دینے والا اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ وہی ہے اور اسی کا دروازہ ہے جس سے بار بار سوال

کرنے پر انسان ذلیل نہیں خیال کیا جاتا بلکہ عبد کامل کہلاتا ہے۔ اکبر نے کیا ہی خوب کہا ہے

اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

برق صاحب کثرت سے خدا تعالیٰ کی یاد کرنے والے کو احمق اور ذلیل تصور کیے بیٹھے ہیں، لیکن قرآن کریم ان کو عقلمند کہتا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اولوالالباب (عقلمندوں) کی ایک علامت یہی بتلائی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا — کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر،
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ — اور اپنی کروٹوں پر (غرضیکہ ہر حالت میں)
(پارہ ۴ رکوع ۱۰) — یاد کرتے ہیں

الغرض اللہ تعالیٰ کی یاد ایسی اہم بنیادی اور ضروری چیز ہے۔ جس پر درحقیقت زمین و آسمان کا نظام چل رہا ہے اور قیامت بھی اسی وقت آئے گی۔

حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ — جس وقت روئے زمین پر ایک نفس بھی خدا کی توحید
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — اور اسکے ذکر کا اقرار کرنیوالا نہ رہے گا۔

(مستدرک ص ۴۹۴ وقال الحاکم والذهبي على شرطهما)

اس کتابچہ میں کتب حدیث سے صرف چند حدیثیں انتخاب کی گئی ہیں تاکہ جملہ مسلمان مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا جوان، ان دعاؤں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں پڑھیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دائمی ربط پیدا کریں۔ حضور کے بغیر خدا تعالیٰ تک رسائی کا بہترین ذریعہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت اور

الوہیت میں وحدہٗ لا شریک ہے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکمل اور انسانِ کامل ہونے میں یکتا ہیں، آپ کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ ؎

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

مذہب اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے انسان کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ سے ربط اور عبدیت قائم رکھنے کے لیے جہاں بدنی اور مالی عبادات بتلائی ہیں، اور جہاں قلبی اور قالبی توجہات سکھائی ہیں۔ وہاں زبانی ذکر کی لذتوں سے بھی محروم نہیں رکھا۔ جب بچہ پیدا ہو کر اس عالمِ خاک و گل میں آتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کی صدائیں محض اس لیے بلند کی جاتی ہیں تاکہ توحید، رسالت اور نماز جیسی عبادت سے اس کے کان شناسا ہو جائیں اور بڑا ہو کر وہ اپنی فطرت

؎ حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسن بن علیؓ کی ولادت ہوئی، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی (ابو داؤد، جلد ۲۔ ص ۳۳۲، ترمذی، جلد ۱ ص ۱۸۳ وقال ہذا حدیث صحیح و مشکوٰۃ، جلد ۲۔ ص ۳۶۳) امام ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ فرماتے ہیں کہ والعمل علیٰ ہذا یعنی اسی پر اہل سنت کا عمل ہے (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳)۔ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ کی روایت میں ہے کہ جب ان کے ہاں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی (تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۲۲ و تاریخ الخلفاء ص ۱۵۱) اور حضرت حسین بن علیؓ (المتوفی شہید ۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر و اقامت کہے تو اس کو ام الصبیان یعنی مرگی

کی صحیح حالت پر غور کریں گے۔ کہ میری ولادت کے بعد جسمانی غذا سے پہلے وہ کون سی روحانی غذا
اور خوراک تھی جس کا تخم میرے کانوں میں ڈالا گیا تھا۔ اور جب دنیا سے جانے کا وقت ہو تب
تو اس وقت بھی کلمہ شہادت سے اس مسافر دار البقاء کے کانوں میں اسی سے ملتی جلتی صدا بلند
کی جاتی ہے۔ جس سے وہ ولادت کے وقت مانوس ہو چکا تھا۔ اور بے شک حقیقی سے
یہ قوی تر تعلق اور ربط زندگی کا مقصود اور کامیابی کا آخری زینہ ہے۔ جس کو یہ حاصل ہو گیا اس
نے سب کچھ پا لیا۔ اور جو اس سے محروم رہا اس نے سب کچھ کھو دیا۔

اس کتابچہ میں صرف چالیس دعاؤں کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ اربعینیات کی ایک کڑی
ثابت ہو۔ ورنہ دعائیں تو اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء اور شمار بھی بہت مشکل ہے اور ہم یہ
بھی التزام کریں گے کہ کوئی حدیث کمزور اور ضعیف نہ ہو۔ بلکہ صحیح اور حسن ہو۔ اس سے قبل کہ
ہم دعائیں لکھیں۔ یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ دعا عبادت ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں
آتا ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ابو داؤد صفحہ ۲۰۸ ج۱، مستدرک صفحہ ۴۹۱ ج۱)۔ پوری وضاحت
گلدستۂ توحید میں دیکھیے کہ پکارنا عبادت ہے۔ تمام وسائل اور ذرائع اور اسباب سے ماورا
سے بالاتر ہو کر امید و بیم سے پکارنا یہ صرف خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ کسی اور کو
اس طور پر پکارنا خالص شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین۔

روایات اور احادیث میں اس امر کی تاکید آتی ہے کہ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کرنی چاہیے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف کا

کو بیماری نہ ہو گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ۲۰۰) اور امام بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) شرح السنۃ
میں فرماتے ہیں کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز (المتوفی ۱۰۱ھ) کا معمول تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کے دائیں کان
میں اذان اور بائیں میں تکبیر و اقامت کہا کرتے تھے (بحوالہ مرقات حاشیہ مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۶۰)

کمتر سمجھنا چاہیے اور نہایت توجہ و خلوص اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے ورنہ غافل اور بے توجہ دل کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

دعا کرنے سے قبل ذہن میں ہو کہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کو شرف قبولیت حاصل ہو اور جب دل میں رقت آمیز کیفیت پیدا ہو گی اور زبان پر آہ و فغاں کے نالے بلند ہو جائیں گے تو دریائے رحمت ضرور موجزن ہو کر رہے گی۔

کیونکر نہ دل جلوں کے لبوں پہ فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

باب دوم

سونے کے بعد بیدار ہونے کی دعا۔

① اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ — سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس
اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا — نے ہمیں ایک گونہ موت کے بعد زندگی بخشی
وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (بخاری صفحہ $\frac{934}{2}$) — اور اسی کی طرف قیامت کے دن جمع ہونا ہے

ف۔ چونکہ نیند کو موت سے اور بیداری کو زندگی سے ایک گونہ مشابہت حاصل ہے اس لیے اس عارضی موت و حیات سے دائمی زندگی اور موت یاد دلائی گئی ہے۔ تاکہ جہاں بیداری کے بعد ناپائیدار زندگی کے لیے انسان تگ و دو کرتا ہے۔ وہاں پائیدار زندگی کے لیے بھی کوئی سامان مہیا کرے اور غفلت میں وقت نہ گذار دے۔ بقول شخصے ؎

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

صبح جاگنے کے بعد عموماً پیشاب اور پاخانہ کی حاجت مجبور کرتی ہے۔ اس لیے بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا بھی یاد رکھنی چاہیئے۔

② اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ — اے اللہ میں تیری مدد سے پناہ لیتا ہوں
بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ — نر اور مادہ جنوں سے
(بخاری صفحہ $\frac{26}{1}$)

ف:۔ جنات اور شیاطین اپنی سوء استعداد اور فطری آلودگیوں کی وجہ سے ناپاک جگہوں کے متلاشی ہوتے ہیں اور قضائے حاجت کے مقامات سے زیادہ ناپاک اور کون سا مقام ہو سکتا ہے؟

چونکہ جنات اکثر نظر نہیں آتے، اس لیے ان کی شرارت اور خباثت سے بچنے کے لیے ایسے مقام پر اللہ تعالیٰ ہی کی مدد طلب کرنی چاہیئے۔

جب بیت الخلاء سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

③ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ — سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت بخشی

(ابن ماجہ صفحہ ۲۶)

ف۔ خدانخواستہ اگر پیشاب اور پاخانہ بند ہو جائے تو اس کی اذیت اور پریشانی سے کون ناواقف ہے؟ اور اگر پیشاب اور پاخانہ کے ساتھ انتڑیاں اور دیگر مخفی قوتیں اور طاقتیں بھی خارج ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ کے بغیر اس درد و کرب سے کون محفوظ رکھ سکتا ہے؟

جب ایک مرد مومن قضائے حاجت سے فارغ ہو چکتا ہے تو نماز کی تیاری کے لیے وہ استنجا کرنے کے بعد بسم اللہ پڑھ کر وضو کرتا ہے اور جب وضو سے فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے۔

④ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ — میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(مسلم صفحہ ۱۲۲ ج ۱)

ف:۔ چونکہ وضو نماز کی شرط ہے اس لیے اس سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا سکھائی گئی ہے تاکہ نماز پڑھنے والا پہلے ہی یہ سمجھ لے کہ نماز میں ریا اور دکھاوا وغیرہ شرک کی کوئی چیز شامل نہ ہونی چاہیئے، کیونکہ نماز تو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت ہے

اور یہ عبادت اس عبد کامل نے قولاً و فعلاً بتلائی ہے جن کا اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو خدا کے رسول ہیں۔ جب آپ جیسے خدا کے بندے اور بعد میں اس کے رسول ہیں، تو کوئی اور کیسے معبود ہو سکتا ہے؟ اور یہ نماز کے احسان اور اخلاص کی تمہید ہے

ارشاد ہے کہ شرک نہ کر اور نماز پڑھ

معنی یہ ہیں کسی کو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ

وہ کون مسلمان ہے جو تقرب الٰہی کے لیے شب خیزی اور تہجد کی نماز سے غافل ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو اس سے کیا کم ہوگا کہ وہ اذان فجر سے قبل ہی اپنی تمام ضروریات سے بطریق مذکور فارغ ہو کر اذان فجر کا منتظر رہتا ہو۔ اور اذان سن کر اس کے الفاظ کو اس طرح دہرائے جس طرح مؤذن کہتا ہے مگر

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ میں صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ

کہے اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھتا ہو

⑤ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ	اے اللہ! تو اس پوری پکار اور اس پر
التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ	قائم ہونے والی نماز کا رب۔ حضرت محمد
اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ	صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت
وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ	عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر کھڑا کر جس کا
الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ (بخاری ج۱)	تو نے ان سے وعدہ کیا ہے

ف۔ وسیلہ جنت میں سب سے اعلیٰ اور عمدہ ایک مقام ہے جو آں حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا (مسلم جلد اص ۱۹۹) ۔ اور مقام محمود میدان حشر میں اس جگہ کا نام ہے جس میں آپ سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ سے تمام اولین و آخرین کے لیے تعجیل حساب کی سفارش کریں گے ۔ جو شفاعت کبریٰ کے نام سے موسوم ہے ۔ گویا اذان کے بعد مسجد کے ایک معمولی اجتماع سے جس میں ہر طرح کے لوگ شریک ہوتے ہیں ۔ اس حقیقی اجتماع کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو میدان حشر میں ہوگا ۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اذان سن کر مسلمان مسجد کی طرف چل کر باجماعت نماز پڑھنے کی تڑپ اپنے دل میں نہ رکھتا ہو ۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں مسجد میں رکھتے ہوئے اور بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے ۔

⑥ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ابن ماجہ مسلم) — یا اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

ف :- زمین کے تمام خطوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد ہی وہ مقام ہے ۔ جہاں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نزول رحمت کی پوری امید کی جا سکتی ہے سو اپنے نفس کو بیدار کرنے کے لیے یہ دعا تجویز کی گئی ہے ۔ اور جب نماز وغیرہ عبادات سے فراغت ہو جائے گی تو لامحالہ مسجد سے نکلنے کی ضرورت پیش آئے گی ۔ اس موقع پر بایاں پاؤں باہر رکھ کر پہلے درود شریف پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھنی چاہیے ۔

⑦ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (ابن ماجہ و ابو داؤد مسلم) — اے خدا میں تجھ سے تیرا فضل طلب کرتا ہوں

ف :- مومن کی زندگی میں جائز طریقہ سے حلال اور طیب مال کما کر اپنا اور اہل و عیال

کا پیٹ پالنا بھی شامل ہے۔ اسی لیے مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا بتلائی گئی ہے کہ نہ تو بیکار گھومتا پھرے اور نہ ناپاک اور حرام طریقہ سے روزی طلب کرے۔ بلکہ صرف حلال اور طیب روزی حاصل کرے۔ جس پر اللہ کے فضل کا اطلاق ہو سکتا ہو۔ مسجد سے خارج ہونے کے بعد کوئی متعین کام نہیں بتلایا جا سکتا۔ انسانوں کے مزاج اور طبیعتیں مختلف ہیں۔ کام اور طریق کار جدا جدا ہیں۔ کوئی کسی کام میں مشغول ہوگا اور کوئی کسی میں۔ اور عموماً دن کو جو کام کرنے پڑتے ہیں۔ ایسے اوقات میں بغیر کسی خاص ترتیب کے جن دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔ اپنے اپنے موقع پر ان پر عمل کرنا چاہیے۔

سواری پر سوار ہونے کے وقت کی دعا یہ ہے۔

⑧ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا	پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس
هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ	(جانور وغیرہ) کو فرمانبردار بنایا ورنہ ہم اس کو
اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ	مطیع نہ کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی
(ترمذی صفحہ ۱۸۱ ج ۲)	طرف ضرور جانے والے ہیں۔

ف:- جانور وغیرہ کی تسخیر کے ساتھ اور اس معمولی سفر کے ساتھ اپنا تعلق کرنے والا سفر بھی یاد دلایا گیا ہے کہ اسی طرح ایک اور سفر بھی در پیش ہے۔ جو اپنے رب کی طرف کرنا پڑے گا۔ اور جیسے اس معمولی سفر کی زحمت سے بچنے کے لیے سواری کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سفر کے لیے بھی نیک اعمال کی سواری ناگزیر ہے۔

کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

⑨ بِسْمِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ اللّٰهِ — اللہ کے نام اور اس کی برکت سے کھاتا ہوں

(مستدرک صفحہ ۱۰۸ ج ۴)

ف ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر کسی چیز میں برکت نہیں ہوتی اور جب برکت نہ رہے
جب ظاہری اور باطنی برکت نہ ہوگی تو عبادات اور طاعات کی توفیق نصیب نہ ہوگی۔ اور
ایسا کھانا اور کھانے والے اس کا مصداق بنیں گے کہ وَیَأْکُلُوْنَ کَمَا تَأْکُلُ الْاَنْعَامُ
(پ ۲۶۔ محمد۔ ع ۲) اور وہ ایسے کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں۔

جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے :۔

⑩ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں
وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ	جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان
(ترمذی ۲/۱۸۲ ابن ماجہ ۲۴۶)	بننے کی توفیق دی۔

ف ۔ یعنی جس طرح جسم بغیر جسمانی خوراک کے نشوونما نہیں پا سکتے اس سے کہیں
بڑھ کر ہم روحانی غذا کے محتاج ہیں جو اسلام کی اعلیٰ اور روحانی غذا ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

⑪ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ	اے اللہ! میں تجھ سے بہتر داخل ہونا اور
الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ	بہتر خارج ہونا طلب کرتا ہوں اللہ کا نام
بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ	لے کر ہم اندر آئے اور نکلے اور اللہ تعالیٰ
خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا	جو ہمارا رب ہے ہم نے اسی پر
تَوَكَّلْنَا (ابوداؤد ۲/۳۳۲)	بھروسہ کیا

ف ۔ گھر میں داخل ہو کر اہل و عیال، مال و دولت اور سامان وغیرہ پر جب
نظر پڑتی ہے تو دل میں تمکنت و لیاقت اور خودی و انانیت کی بو محسوس ہونے لگتی ہے

ف :- دنیا میں ایسی قومیں بھی پیدا ہوئی ہیں، جنہوں نے سورج اور چاند اور ستاروں کی چمک دمک کو دیکھ کر ان کو اپنا معبود اور مسجود سمجھ لیا (یہاں تک کہ ان کی شبیہیں اور تصویریں بنا کر ان کی تعظیم کرنے لگ پڑیں تاکہ اس طریقہ سے الٰہ حقیقی کا تقرب ان کو نصیب ہو (شرح مواقف ص ۵۸۰) اور گمراہ ہو گئیں مگر مسلمان کو اس موقع پر یہ سبق ملا کہ وہ اس کا اقرار کرے کہ چاند کا طلوع و غروب کسی اور ہستی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور سعادت و نحوست بھی چاند سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ چاند کو یہ خطاب کرتے ہوئے کہ میرا اور تیرا رب اور پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اپنے عقیدہ کی پختگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

قرض، فکر اور بخل وغیرہ سے پناہ طلب کرنے کی یہ دعا ہے۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ (بخاری ص ۹۴۲)

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں فکر، غم عاجزی، کاہلی، بزدلی، بخل اور قرض سے بوجھ اور آدمیوں کے غلبہ سے۔

ف۔ جب انسان تفکرات اور پریشانیوں میں گھر جاتا ہے اور جب عاجز اور کاہل ہو جاتا ہے اور جب بزدلی اور بخل کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور جب مقروض ہو کر لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے تو اس کا سارا وقت ہی ان امور سے نجات حاصل کرنے کی فکر میں صرف ہو جاتا ہے اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ خدا کی یاد اور آخرت کی فکر نہیں کر سکتا۔ اس لیے ان چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے تاکہ یہ ذکر خدا اور فکر آخرت سے مانع ثابت نہ ہوں۔

انسان جب مقروض ہو جائے تو ادائے قرض کے لیے یہ دعا پڑھے۔

⑮ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ — اے میرے خدا! میری ضروریات کو اپنے

عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ — حلال مال سے پورا کر دے اور حرام سے

بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ — بچائے رکھ۔ اور تو مجھے اپنے فضل کے

(ترمذی صفحہ ۱۹۵ ج ۲) — ساتھ اپنے ما سوا سب سے بے پروا کر دے۔

ف:۔ جب انسان مقروض اور مدیون ہو کر ہر طرح سے مجبور و لاچار ہو جاتا ہے۔ تو حلال و حرام کی تمیز نہیں کر سکتا اور غیروں کا دروازہ کھٹکھٹا کر اپنی اس عارضی تکلیف کے لیے اپنے ایمان اور توحید جیسی دولت کو بھی اکثر کھو بیٹھتا ہے۔ سو اس کا علاج اس دعا سے کیا گیا ہے۔

بارش طلب کرنے کی دعا:۔

⑯ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ — یا اللہ! اپنے بندوں اور چوپایوں کو پانی پلا

وَبَھِیْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ — اور اپنی رحمت بکھیر دے اور اپنی مردہ زمین

وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ (مؤطا امام مالک) — اور شہر کو زندہ اور سرسبز کر دے

ف:۔ بارش رک جانے کے بعد انسانوں کے مختلف طبقات میں طرح طرح کے ظنون و اوہام اور رسوم و خیالات پیدا ہو جاتے ہیں کوئی کسی طریق کو نزول بارش کا ذریعہ سمجھتا ہے اور کوئی کسی کو۔ مگر مرد مسلم نزول بارش اور زمین کی سرسبزی اور شادابی کو صرف اللہ تعالیٰ کا کام اور اسی کا احسان سمجھتا ہے۔

زیارت قبور کی مختصر دعا۔

(۱۷) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ (مسلم)

سلامتی ہو تم پر اے مومن قوم کی بستی میں بسنے والو اور بیشک ہم بھی اگر خدا نے چاہا تو تم سے آملیں گے

ف :۔ کس طرح توحید کی نعمت عظمیٰ کو محفوظ رکھا گیا ہے کہ زیارت قبور کی سنت کو ادا کرتے وقت اصحاب قبور پر سلامتی کا تحفہ بھیجنا چاہیئے نہ یہ کہ ان سے کچھ طلب کیا جائے کیونکہ دینا اور لینا تو صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی موت کا حوالہ بھی دیا جا رہا ہے تاکہ موت سے غافل ہو کر فکر آخرت سے بے خبر نہ ہو جائے۔

چھینکتے وقت چھینکنے والا یہ کہے۔

(۱۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سب تعریفیں خدا تعالیٰ کے لیے ہیں

اور سننے والا یہ کہے۔

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ

اللہ تم پر رحم کرے

پھر چھینکنے والا یہ کہے

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ

اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے اور تمہاری حالت درست کر دے

(بخاری جلد ۲)

ف :۔ ایک دو بار چھینک آنے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش ہوتی ہے۔ اور دماغ کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر بے ساختہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ زبان پر جاری ہوگا۔ اور سننے والا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سن کر اس کے لیے مزید رحمت

کی التجا کرے گا۔ اور پھر وہ اپنی اس شکر گزاری پر ہدایت اور اصلاح حال کا کیوں مستحق نہ ہو؟
بیماروں کی شفا کے لیے یہ دعا کرنی چاہیئے :-

⑲ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ — اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف اور بیماری
النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ — کو دور کر دے اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً — ہے تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں ہے
لَا يُغَادِرُ سَقَمًا (بخاری ص ۸۴۷) — ایسی شفا دے جو بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے

ف :- بیمار اور اس کے لواحقین بیماری کے وقت تحصیل صحت کے لیے جائز و ناجائز کا کوئی سا پہلو نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے بیمار اس کی صحت وابستہ ہوتی ہے۔ لیکن توحید پرست کو اس موقع پر یہی سکھلایا گیا ہے کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دواؤں میں اثر ڈالنا بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ؎

دوا اس سے شفا اس سے وہ شافی دوسرا پایا
حکیموں کے بھی نسخوں پر "ہو الشافی" لکھا پایا

ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے :-

⑳ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی — اے اللہ! تو میری مدد کر تاکہ میں تیرا ذکر
ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ — اور تیرا شکر بجا لاؤں۔ اور بہتر طریقہ سے
عِبَادَتِكَ (ابوداؤد جلد ۱ علامہ نیموی صحیح ۶۴) — تیری عبادت کرتا رہوں

ف :- خدا تعالیٰ کی مدد ہی سے اس کی یاد ہو سکتی ہے اور اس کی اطاعت

وَارْزُقْنِیْ عِلْمًا تَنْفَعُنِیْ بِهٖ   سکھا جو مجھے نفع بخشے اور مجھے ایسا علم نصیب

(مستدرک صفحہ ۵۱۰)   کر جو میرے لیے فائدہ مند ہو

ف۔ درحقیقت علم ہی وہ چیز ہے جو مسلمانوں کے لیے دنیا و آخرت میں مفید ہو، ورنہ وہ جہل ہے علم نہیں، اور علم عطا کرنا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو یہ دعا پڑھے گا۔ اگرچہ اس کے گناہ و دیگر حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں، سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا۔

(۲۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (مسند جلد ۵)   پاک ہے اللہ کی ذات اور وہ خوبیوں والا ہے

ف: خدا تعالیٰ کی تمام صفات دو حال سے خالی نہیں یا سلبی ہوں گی۔ (مثلاً یہ کہ وہ صاحب اولاد نہیں، بیوی سے پاک ہے، کھاتا اور پیتا نہیں اور مرے گا نہیں وغیرہ وغیرہ) اور یا ایجابی (کہ وہ صاحب قدرت و علم ہے اور تمام ان خوبیوں والا ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں۔ گویا سُبْحَانَ اللّٰهِ سے اس کی سلبی صفات کا اقرار ہے اور وَبِحَمْدِهٖ سے اس کی ایجابی صفات کا اقرار کر کے اس کی بندگی، اطاعت، فرمانبرداری، عبدیت اور وفاداری کا عہد کرنا ہے۔

ایمان پر ثابت قدم رہنے اور خاتمہ بالخیر کی دعا۔

(۲۴) اَللّٰهُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ   اے خدا! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے

ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ (ترمذی ج۲ ص۲۱۵) — دل کو اپنے دین پر ثابت رکھیو

ف: دل کبھی ایک حالت پر نہیں رہتا اور دنیا کی تلبیس و زخرف اور لالچ و طمع اس کے سوا ہے اور ابلیس کا نصب ایمان جیسی دولت کو لوٹنے کے لیے ہر وقت جاری رہتا ہے ایسے نازک حالات میں ان تمام مخفی اور ظاہری ڈاکوؤں سے ایمان بچانے اور خاتمہ بالخیر کی یہ دعا خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کو فرمایا کہ صحت، خیریت اور عافیت کی دعا کثرت سے کیا کریں (مستدرک جلد ۱ ص ۵۲۹) اور جو دعا سکھائی یہ ہے۔

(۲۵) اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْحَمْنِيْ (مستدرک ج۱ ص۳۲۵) — اے اللہ تو مجھے ہدایت نصیب کر، رزق دے اور عافیت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر

ف: بنیادی چیز تو ہے ہدایت اس لیے اس کا پہلا نمبر ہوا، پھر زندگی بسر کرنے کے لیے روزی بھی درکار ہے اور خدا کی رحمت عافیت سے کون مستغنی ہو سکتا ہے، پھر اس پر عافیت کو تقدم حاصل ہے کہ اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

تنگ دستی اگر نہ ہو غالب
تندرستی ہزار نعمت ہے

مجلس کے اختتام پر یہ دعا کرنی چاہیئے۔

(۳۰) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ (مستدرک ج۱ ص۵۳۷) — پاک ہے تو اے میرے خدا اور تیری ہی تعریف ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہوں۔

ف:۔ مجلس چونکہ جامع متفرقات ہوتی ہے۔ اس میں جائز و ناجائز ہر قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے پہلے اس امر کا اقرار کیا کہ عیوب اور نقائص سے پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہوئے صدقِ دل کے ساتھ استغفار کے ذریعہ اس دعا کے معافی مانگی گئی ہے تاکہ مجلس وبال نہ ثابت ہو۔

ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہنے کی یہ دعا ہے۔ تین تین مرتبہ صبح اور شام پڑھی جانی چاہیے۔

(۲۴) بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ترمذی ج۲ ص۱۷۳)

میں اللہ تعالیٰ کا نام لے رہا ہوں، اس کے نام لینے کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ف:۔ نافع اور ضار تو در حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لیے علیم اور سمیع کا نام لے کر پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ عارضی تکلیف دینے والی اشیاء سے بھی وہی بچا سکتا ہے۔

دعائیں اور اذکار گو بہت ہیں مگر افضل الذکر جو حدیث میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

(۲۵) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (ترمذی ج۲ ص۱۷۳) — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

ف:۔ دنیا میں کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنی دعوت کا آغاز لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے نہ کیا ہو کہ اللہ کے بغیر کوئی مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس، معبود، حاکم اور نذر و نیاز کا مستحق نہیں ہے اس میں تمام مخترع اور خود ساختہ الٰہوں کی نفی کر کے صرف ایک کی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے بہتر حلفِ وفاداری کا طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہی سے تو دنیا قائم ہے۔ جب یہ نہ رہے گا تو دنیا بھی

نصیب نہ ہو جائے گی۔ کیونکہ

حدیث میں آتا ہے کہ یہ دعا جنت کے خزانوں اور جنت کے دروازوں تک آسانی
کے ساتھ پہنچا دینے والی ہے۔

(۲۹) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ — نہ برائی سے پھیرنے کی طاقت ہے اور نہ
(ترمذی ص ۱۹۸ ج ۲) — نیکی کی ہمت مگر محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ف: جنت کی تحصیل حقیقتاً تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے مگر جب کے
درجہ میں نیکی کرنے پر موقوف ہے، اور برائی سے بچنے اور ان دونوں کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ ہی کے
ہاتھ میں ہے۔

اسی کے پاس ہے مفتاح اس خزانہ کی

اپنے نفس امارہ کی شرارتوں سے حفاظت کی دعا:

(۳۰) اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي — اے میرے رب! تو میرے دل میں بھلائی
وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي — کرنے کی بات ڈال دے اور مجھے میرے
(ترمذی ص ۱۸۶ ج ۲) — نفس کی شرارت سے محفوظ رکھ

ف: ابلیس لعین کے بعد گمراہی کا دوسرا سبب نفس امارہ ہے جو اس کے
مکر و فریب سے محفوظ رہنے اور نیکی کے دل میں القاء کیے جانے کی یہ دعا بتلائی گئی ہے۔
سچ کہا گیا ہے کہ ؎

نہنگ و شیر نر کو بھی اگر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

بِاللّٰہِ شَیْئًا (ابن ماجہ ص ۲۵۹) ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا

ف: ربوبیت کا معنی ہے آہستہ آہستہ تدریجاً پالنا اور ضروریات زندگی مہیا کرنا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون یہ کام کر سکتا ہے؟ اور تکلیف میں اکثر ضعیف الاعتقاد لوگ شرک کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اسی کو الفاظ بالا سے قلع قمع کیا گیا ہے۔

آئینہ دیکھتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے:

(۳۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ — سب تعریفیں اس خدا کی ہیں جس نے میرے

سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَّلَہٗ وَکَرَّمَ — بدن کی خلقت کو درست اور موزوں بنایا۔

صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَ — اور میرے چہرے کی صورت کو بہتر حالت

جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ — میں پیدا کر کے اس کے حسن میں اضافہ کیا۔

"وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" — اور مجھے مسلمان بنایا۔

(عمل الیوم واللیلۃ ابن سنی ص ۸۵)

ف: حسن دنیا کی ان پُر فریب چیزوں میں داخل ہے جو اکثر اوقات موجب فتنہ ہو جاتی ہیں اور انسانوں کو ایک بدترین حیوان بنا دیتی ہیں۔ اور جب آئینہ دیکھنے کی نوبت آتی ہے تو ایک گونہ خود پسندی و خود نمائی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس دعا کے ذریعے اسی خود پسندی کو ختم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ اس میں تمہارا کیا کمال کرنا ہے؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ وہ جب چاہے چھین لے ؎

حسن والے! حسن کا انجام دیکھ — ڈوبتے سورج کو وقت شام دیکھ

اور جیسے ہر آدمی کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ تیس ہزار عالم کا خطاب حاصل کرے۔ اس موقع پر اس کو باطنی اور حقیقی حسن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمائش کے علاوہ باطنی آرائش اور اسلام کے اصلی خدوخال کی فکر بھی کرنی چاہیئے وَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اسی کی کڑی ہے۔

(۴۳) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ (ابوداؤد ص ۳۵۲ ج ۲)

سلام کہنے سے جس طرح ایک مسلمان کا حق ادا ہوتا ہے اسی طرح آپس میں الفت اور محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ (کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو) کہتا ہے تو اس کو دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ (کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) ساتھ ملاتا ہے تو اس کی دس نیکیاں اور بڑھ جاتی ہیں اور وَبَرَکَاتُہٗ (کہ اس کی برکتیں بھی ہوں) زیادہ کرتا ہے تو اس کی دس نیکیاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اور جو وَمَغْفِرَتُہٗ (کہ اس کی بخشش بھی شامل حال ہو) کا اضافہ کرتا ہے تو وہ مزید دس نیکیوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ گویا کل چالیس نیکیاں حاصل ہوئیں۔

ف:۔ جب ایک مسلمان انتہائی اخلاص اور عقیدت کے ساتھ دوسرے مسلمان پر اس طرح مہربان ہوتا ہے کہ اس کے لیے خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا طالب ہوتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر بھی نازل ہو گی اور وہ درجات پر درجات اور نیکیوں پر نیکیوں کا مستحق ہو گا۔

رحمت حق بہانہ مے جوید

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایک سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکی ثبت فرماتا ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے۔

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ — تیری نعمت کا جو ہے مجھ پر اقرار کرتا ہوں تیری

بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا — نعمتوں کا جو تو نے مجھے دی ہیں اور اقرار

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ — کرتا ہوں اپنے گناہوں کا پس تو مجھے بخش دے

(بخاری ج ۲ ص ۹۳۲ مشکوٰۃ ص ۲۰۶) — بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں

ف: جیسے سفید کپڑے پر تیل وغیرہ کے داغ لگ جاتے ہیں اور وہ صابن اور سوڈے سے زائل نہیں ہوتے مگر ان کے زائل کرنے کے لیے کچھ پٹرول وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے یہی حال دل پر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے جو سیاہ دھبے اور زنگ لگ جاتے ہیں ان کا ازالہ کثرت استغفار ہی سے ممکن ہے۔ اپنے دل کے شیشہ کو صاف رکھنے کے لیے استغفار بہت ضروری اور مجرب علاج ہے۔

جب قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا تحفہ بھیجا کرتے ہیں اور فرشتے آپ پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! سلام کا طریقہ تو آپ کے بتانے پر ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ مگر صلوٰۃ کا کیا مطلب ہے درود کن الفاظ سے ادا ہوگا؟ آپ نے فرمایا یوں پڑھو:

(۲۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى — اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا — محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسے تو نے

صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ — رحمت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور

وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ — کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ — ہے۔ اے اللہ تو برکت نازل کر حضرت محمد

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ — صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسے تو نے

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى — برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ — اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاری صفحہ ۹۴) — گیا بزرگی والا ہے

ف: جو شخص ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اور درود شریف کا پڑھنا افضل عبادات اور عمدہ طاعات میں شامل اور کیوں نہ ہو جتنی بھی جسمانی اور روحانی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں دین اور دنیا کی جو کامیابیاں اور اور شادکامیاں نصیب ہوتی ہیں۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور وسیلے سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے (العیاذ باللہ) تو نہ شرک و توحید میں امتیاز ہو سکتا اور نہ جنت و دوزخ میں فرق معلوم ہو سکتا۔ پس ہماری لاکھوں جانیں اور کروڑوں روپیہ اس ہستی پر قربان کہ ان کے طفیل سے یہ سب کچھ ملا ہے چونکہ ہم نقائص اور عیوب سے لبریز ہیں اور آپ پاک اور معصوم ہستی ہیں۔ ہم بھلا کس طرح اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کو درود شریف کا تحفہ پیش کر سکیں؟ نیز ہمیں یہ کیا معلوم کہ کس مقدار میں یہ تحفہ بھیجا جائے؟ اس لیے ہم اپنے عجز اور قصور کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بصد اخلاص یہ التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! تو طاہر اور تیرا حبیب

پاک جمعہ کے روز [illegible] سے آپ کی زیارت ہو۔ (القول البدیع)

صحیح احادیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک محکمہ محض اس لیے قائم کر رکھا ہے کہ وہ امت کی طرف سے درود و سلام آپ کو پہنچائیں لہٰذا کثرت سے درود شریف کا ورد کرنا چاہیے خصوصاً جمعہ کے دن۔ اور انہی الفاظ سے جو آپ نے بتائے ہیں۔ کیونکہ جو شرف و فضیلت ان الفاظ کو حاصل ہے وہ باوجود جائز ہونے کے دوسرے الفاظ کو حاصل نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ غلط عقائد سے پاک ہو۔

دنیا اور آخرت کی سب بھلائیوں کے لیے جامع دعا۔

(۴۸) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترمذی شریف)

اے ہمارے رب ہم کو دنیا و آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہم کو آگ سے محفوظ رکھ۔

ف: ہر کامل بھلائی اور کامیابی طلب نعمت اور دفع مضرت کا نام ہے اور اس مختصر اور جامع دعا میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کے مطالبہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور عذاب نار سے محفوظ رکھنے کی استدعا کا طریقہ سکھا کر اسی بات کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بس میں ہے۔ وہی عطا فرمائے گا تو دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی نصیب ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں اور قیامت کے دن میزان پر بڑے ثقیل ہوں گے مگر زبان پر بہت ہلکے ہیں۔ نہ بولنے میں زیادہ وقت انسان پر لگتی ہے اور نہ پڑھنے میں۔ وہ کلمے یہ ہیں۔

(۴۹) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ — پاک ہے اللہ کی ذات اور اسی کی تعریف

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (بخاری ۱۱۹۲) بے شک پاک ہے اللہ کی ذات جو بڑی عظمت و جلالت والی ہے

ف: ان دو کلموں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور صفات کا اقرار کرنے کے علاوہ اس کی عظمت کا اقرار خاص طور پر سکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے۔ اس کی کوئی تحدید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر تحدید نقص ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کیسا ہے، صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیا نہیں ہے

دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

یہ کلام تو بہت کافی ہیں سینکڑوں اور ہزاروں دعائیں ابھی باقی ہیں مگر ہم دل پر رکھ کر مضمون سے آگے چلے ہیں۔ بدن کا ایک ایک عضو درد میں مبتلا ہے۔ طبیعت میں نڈھال ہے۔ تپ پائی جاتی ہے کہ سو جاتی ہیں۔ اور چارپائی پر پڑا ہوں کہ یہ آخری دعا بھی پڑھ دیجیے

(۳۰) بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى (بخاری ص ۹۳۴) یا اللہ تیرے نام کی برکت سے میں مرتا ہوں اور تیرے نام کی برکت سے جیوں گا۔

ف: ہم جب نیند کے وقت بیدار ہوئے تھے تو یہ اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمد و ثنا ہے جس نے ایک گونہ موت (نیند) کے بعد ہمیں زندہ و بیدار کیا۔ اب سونے کا وقت ہے تو پھر وہی اقرار ہے کہ جیسے میں نے اس موت (نیند) کے بعد زندہ (بیدار) ہونے کی امید اور توقع قائم کر رکھی ہے اسی طرح حقیقی موت کے بعد ایک صحیح زندگی بھی آنے والی ہے اور وہ زندگی دراصل وہی زندگی ہے۔ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ دنیا کی فانی زندگی اس پائیدار اور ابدی زندگی کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتی ہے! جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لینا چاہیئے۔ پھر یہاں آنا کہاں ہے

اور نہایت اختصار کے ساتھ ان کی شرح و حکمت اور فلسفہ بیان کیا ہے۔

اِنْ یَّکُنْ صَوَابًا فَمِنَ	اگر درست ہے تو اللہ کی توفیق سے ہے ورنہ
اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِلَّا فَمِنِّیْ وَمِنَ	میری اور شیطان کی جانب سے ہے اور میں
الشَّیْطٰنِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی	اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

اے مالک! ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، اے آقا! ہم اصلی کام بھول چکے ہیں تو ہمیں اس کے کرنے کی توفیق عطا فرما۔

رحم کر نہ اپنے آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَجَمِیْعِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

○